شاہ فیصل سے انٹرویو

پچھلے دنوں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے برطانوی ٹیلیویژن کے رپورٹر مسٹر ایلن ہارٹ کو ایک انٹرویو دیا۔ رپورٹر کے سوالات اور شاہ فیصل کے جوابات ذیل میں درج ہیں :۔

سوال :۔ عدن سے برطانیہ کی واپسی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ ۔ اگر برطانوی افواج جنوبی عرب سے ہٹ جائیں تو آپ کی رائے میں اس سے امن کی صورت حال بہتر ہو جائے گی ، اور یا خراب ؟

جواب :۔ دراصل ہماری خواہش یہ ہے کہ جنوبی عرب کو مکمل آزادی حاصل ہو جائے ۔ رہا جنوبی عرب کا رویہ ، تو اس کا انحصار وہاں کے عوام کی اہلیت پر ہے ۔ یہ ان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ قومی اتحاد پیدا کریں اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے باہم متفق رہیں ۔

سوال :۔ اگر ۱۹۶۸ء میں برطانیہ کی واپسی کے بعد سعودی عرب کی دشمن طاقتیں جن کی مثال میں مصر کو پیش کیا جا سکتا ہے ۔ جنوبی عرب پر اپنا تسلط جمانا چاہیں تو کیا آپ ان کو روکنے کے لیے کوئی کارروائی کریں گے اور اگر کریں گے تو وہ کارروائی کیا ہوگی ؟

جواب :۔ پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ہم متحدہ عرب جمہوریہ کو سعودی عرب کا دشمن ہی نہیں سمجھتے ، بلکہ ہم ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں ۔ میرے خیال میں دونوں ملکوں کا اور ان کے عوام کا مفاد اس میں ہے کہ سب کے اندر ہی مفاہمت پیدا ہو ۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ متحدہ عرب جمہوریہ جنوبی پر قبضہ کرنے کا خواہش مند ہے ۔ عرب ہونے کے ناطے ہم سب کو اس بات سے دلچسپی ہے کہ جنوبی عرب کو آزادی ملے ، اس کی اپنی حکومت ہو ، اور وہاں کے عوام کو حق خود ارادیت

استعمال کرنے کا موقع ملے۔ کسی دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا، اس پر تسلّط جمانے کی کوشش کرنا ہم میں سے کسی کے لیے بھی سُودمند نہیں ہے۔

سوال:۔ اگر صدر ناصر یمن کی طرح جنوبی پر بھی اپنا تسلّط جمانا چاہیں تو کیا آپ اس کے سدِّباب کو اپنے مفادات کے لیے بہتر نہ سمجھیں گے؟

جواب:۔ میں پھر کہوں گا کہ ان مسائل کا تعلق جنوبی عرب کے عوام اور ان کے حقِ خود اختیاری سے ہے۔

سوال:۔ اگر آپ متحدہ عرب جمہوریہ کو اپنا دشمن نہیں گردانتے تو آپ نے سعودی عرب کے نئے دفاعی بجٹ کے لیے دس کروڑ پونڈ اسٹرلنگ کے اخراجات کیوں منظور کیے ہیں؟

جواب:۔ ہتھیار خریدنے اور قومی دفاع مضبوط کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ تیاریاں متحدہ عرب جمہوریہ یا کسی اور ملک کے خلاف کی جارہی ہیں۔ ہر ملک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا دفاع مضبوط کرے۔

سوال:۔ ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ کو آپ نے اپنے عوام کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا "جو لوگ تمہاری دوستی کے خواہش مند ہیں اُن کے لیے تم صاف اور شیریں شہد ہو اور جو کوئی تم پہ حملہ کرنے کی جرأت کرے اس کے لیے تم زہرِ ہلاہل ہو"۔ آپ نے یہ بیان کیوں دیا تھا؟

جواب:۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ ہر ملک کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جو اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے وہ اس کا دوست بن جائے، اور جو اس سے دشمنی رکھے وہ اس سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہے۔

سوال:۔ وزیرِ اعظم روس مسٹر کوسی گن کے حالیہ دورۂ مصر کو آپ کس قدر اہمیت دیتے ہیں؟

جواب:۔ جہاں تک میرا تعلق ہے، مجھے اس دورہ میں کوئی حیرت انگیز چیز نظر نہیں آئی۔ ہر سربراہِ مملکت کو کسی بھی ایسے ملک کا دورہ کرنے کا حق حاصل ہے جہاں اسے مدعو کیا جائے یا وہ خود جانا چاہے۔

سوال :- کیا آپ کے خیال میں صدر ناصر اور مسٹر کوسی گن میں براہِ راست گفتگو کے بعد روسی لیڈر پھر مشرق وسطیٰ میں نفوذ کریں گے ؟

جواب :- پہلے ہم خود اس مسئلہ پر روسیوں کے مفاد کے نقطۂ نظر سے غور کریں گے ۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان علاقہ میں نفوذ کی کوشش کرنا روسیوں کے لیے مفید ہے کیوں کہ جو ملک بھی اس طرح کی کوشش کرتا ہے وہ اس امر سے اچھی طرح واقف ہو کر غیر ملکی اثرات کا دورہ ختم کر چکا ہے اور ہم واقعات کا دھارا بدل نہیں سکتے ۔

سوال :- مغربی نامہ نگار اس بات پر متعجب رہتے ہیں کہ صدر ناصر آپ کے بارے میں بیان دیتے وقت اکثر ناشائستہ انداز اختیار کرتے ہیں ۔ اور صدر ناصر کے بارے میں آپ کا اندازِ گفتگو انتہائی نرم ہوتا ہے ۔

جواب :- مجھے اس بات میں کوئی تعجب نظر نہیں آئی ۔ کیوں کہ ہر شخص کا ایک طریقہ ہوتا ہے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے ۔

سوال :- قاہرہ والے اور اکثر مغربی مبصرین اسلامی استحکام کی آپ کی تحریک کو صدر ناصر کے خلاف اسٹنٹ سمجھتے ہیں ۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

جواب :- یہ سوچنا معقولیت کے سراسر خلاف ہے ۔ صدر ناصر مسلمان ہیں اور یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ مسلمانوں کے اجتماع کی دعوت کس مسلمان کے خلاف ہو گی ۔ صدر ناصر مسلمانوں کے ممتاز لیڈر ہیں ۔ پھر مسلمانوں کے اجتماع کی دعوت ان کے خلاف ہو سکتی ہے ۔

سوال :- لیکن صدر ناصر یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان کو راہ سے ہٹانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں ۔ آپ کی رائے میں وہ ان خطوط پر کیوں سوچ رہے ہیں ؟

جواب :- صدر ناصر کے ذہن میں کیا ہے ؟ یہ میں نہیں سمجھ سکتا ۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور عالم کو جمع کرنے کی کوشش ان کے خلاف ہے تو وہ غلطی پر ہیں ۔ کیوں کہ ایسی دعوت میری ذمہ داری ہے ۔ بلکہ میں کہوں گا کہ اسلام کی دعوت دینا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔

سوال :۔ سعودی عرب اور برطانیہ کے درمیان تعلقات کی سرد مہری ختم ہو رہی ہے - کیا دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید اصلاح کی توقع ہے -

جواب :۔ ہم سعودی عرب اور برطانیہ کے درمیان مفاہمت کے خواہش مند ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان اہم اختلافات ہیں۔ اور ایسے مسائل ہیں جو اب تک حل نہیں ہو سکے۔ ہمیں امید ہے کہ مفاہمت کا موجودہ دور آج ان مسائل کے حل کے لیے زیادہ ساز گار ماحول پیدا کرنے میں مدد کرے گا -

سوال :۔ اب آپ سے سعودی عرب کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا کیا آپ کی رائے میں ایسا وقت آسکتا ہے جب جمہوری آئین تمام عوام کے لیے آزادانہ انتخاب کا موقع فراہم کرے ؟

جواب :۔ ہمارے اپنے یقین کے مطابق موجودہ سلطنت جمہوری نظام حکومت کی صحیح نمائندہ ہے جو شریعت اسلامی سے ماخوذ ہے۔ اس میں سب کو مساویانہ حقوق حاصل ہیں - سب کے لیے اجتماعی انصاف ہے - ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں نہ طبقہ وزارت ہے اور نہ ایسے استحقاقات ہیں جو ایک کو حاصل ہوں اور دوسرا اُن سے محروم رہے - تمام لوگ شریعت کے سامنے مساوی درجہ کے حامل ہیں اس لیے ہمیں یقین ہے کہ جمہوریت کے صحیح ترین شکل کے نمائندے ہیں -

سوال :۔ لیکن آپ یہ کیسے سمجھتے ہیں کہ آپ عوامی خواہشات کی صحیح نمائندگی کرتے ہیں جب کہ اس کے ثبوت کے لیے اب تک انتخابات نہیں کرائے گئے -

جواب :۔ کیوں کہ ہر شہری کو حق حاصل ہے وہ کسی بھی وقت مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے اور میرے سامنے اپنی رائے، درخواست یا شکایت پیش کر سکتا ہے -

سوال :۔ آپ سماجی اصلاحات خیالی رفتار سے نافذ کرنا چاہتے ہیں، لیکن مغرب میں کہتے ہیں کہ اصلاحات سے انقلاب آسکتا ہے - اگر آپ لوگوں کو وہ کچھ دیں گے جو انھیں پہلے نہ ملا تھا تو

وہ دوسری چیزیں بہت جلد حاصل کرنا چاہیں گے ۔

جواب :۔ ہم سوچے سمجھے منصوبے کے ماتحت چل رہے ہیں ۔ عوام کی خواہشات کے مطابق کام کر رہے ہیں ۔ اور ہمیں ان کی کوئی ایسی رائے قبول کرنے میں باک نہیں جو ان کے مفادات اور ان کے مذہب کے خلاف ہو ۔

سوال :۔ بعض مغربی مبصرین آپ کو مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کے سمٹتی ہوئی طاقت کا نمایندہ سمجھتے ہیں ۔ ان کی رائے میں آپ مشرق وسطیٰ میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے کی آخری امید ہیں ۔ کیا آپ بھی اپنا یہی کردار سمجھتے ہیں ؟

جواب :۔ سب سے پہلے ہم اپنے علاقہ میں کسی بھی بیرونی اثر کو برداشت نہیں کر سکتے ۔ دوسرے ہم پورے زون کے عین وسط میں ہیں ۔ نہ ہمارا یہ عزم ہے اور نہ خواہش ہے کہ ہم کسی اور علاقہ میں اپنا اثر جمائیں ۔ ہم صرف اس بات کے خواہش مند ہیں کہ ہم اپنے پڑوسیوں اور بھائیوں سے اچھے تعلقات قائم رکھیں ۔

سوال :۔ سب سے آخر میں یہ کہوں گا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں ، کہ آپ بہت محنت کر رہے ہیں ۔ کیا واقعی آپ کے کاندھوں پر اتنا بوجھ پڑ گیا ہے جو جسے کوئی شخص تنہا نہیں اٹھا سکتا ۔

جواب :۔ مجھے کسی قسم کی تکان کا احساس نہیں ہوتا ۔ ویسے بھی مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک میں دین اسلام کی خدمت کرتا رہوں گا مجھے کسی قسم کی تکان محسوس نہ ہو گی ۔